جنرل (ر) حمید گُل کی رِحلت:

ممتاز دانشور، جنگی امور کے ماہر اور اسلام و وطن کے انتھک سپاہی جنرل (ر) حمید گُل 15؍ اگست 2015ء کو انتقال کر گئے، مرحوم نے زندگی کی 79 بہاریں دیکھیں اور افواج پاکستان میں مختلف عہدوں سے ہوتے ہوئے آئی ایس آئی اور ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ کی حیثیت سے انہوں نے وطن عزیز کے دفاع کے لیے جو گرانقدر خدمات انجام دیں وہ تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں، ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے تادمِ حیات جتنی بھرپور زندگی گزاری اور اسلام اور پاکستان کے حامیوں کے تھنک ٹینک کے طور پر عملی جدوجہد کو منتظم کرنے میں جو کردار ادا کیا، اُس کو کسی طور بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، وہ کھلے عام دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن کے طور پر بھی خوب پہچانے جاتے تھے، انہوں نے روسی استعمار کو شکست سے دوچار کرنے کے لیے کلیدی کردار ادا کیا، امریکہ اور انڈیا سمیت تمام دشمنوں کی علانیہ نشاندہی اُن کا طُرہ ٔ امتیاز تھا، وہ گھبراتے نہیں تھے، بلکہ گھبراہٹ کے ماحول میں بھی اُمید کی نوید سنا کر گھمبیر حالات کا مقابلہ کرنے والوں کے پشتیبان بن جاتے تھے، کئی سال قبل برادرم سیف اللہ خالد کے توسط سے ہماری دعوت پر دفتر مرکزیہ احرار لاہور ایک اجتماع میں شریک ہوئے تو احرار کے ماضی اور استعمار دشمنی کے کردار پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور اس بات پر زور دیا کہ احرار کو ماضی کا کردار ادا کرنے کے لیے باہر نکلنا چاہیے، چیچہ وطنی دو تین دفعہ وقت دے کر اپنی اہلیہ کی علالت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے، ایک مرتبہ چیچہ وطنی ختم نبوت کانفرنس کے شرکاء سے ٹیلی فونک خطاب بھی کیا۔ وہ بلاشبہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے منادو علمبردار تھے، ان کی کسی رائے سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، لیکن ان کی اسلام اور پاکستان سے وابستگی ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ جنرل (ر) حمید گُل کے پردادا فیض خان، سید احمد شہید کی تحریک بالاکوٹ کے لشکر میں شامل تھے، جبکہ جنرل صاحب کے والدِ گرامی محمد خان انگریزی فوج کی نوکری چھوڑ کر تحریک خلافت کے قافلے میں شریک ہو گئے، مذکورہ دونوں حوالوں کی نظریاتی چھاپ ان کے کردار و عمل پر ہمیشہ نمایاں رہی، تاریخ کا ریکارڈ بتاتا ہے کہ جنرل (ر) حمید گُل نے جنرل پرویز مشرف کی طرف سے افغانستان کے خلاف امریکی اتحاد کا حصہ بننے کی شدید مخالفت کی، آج قوم کے سامنے ہے کہ کس کی رائے صحیح تھی؟ ''افغان جہاد'' کے حوالے سے جنرل (ر) حمید گُل کی ایک تحریر سے اقتباس پیش خدمت ہے۔

''حقیقت یہ ہے کہ اس سے بڑا جھوٹ اور نہیں بولا جا سکتا کہ افغان جہاد امریکی جنگ تھی۔ یقیناً یہ پاکستان کی اپنی جنگ تھی، امریکہ تو بہت بعد میں آیا۔ اس جنگ کے پہلے مرحلے میں جب ہم کھل کر جہاد کی پشتی بانی میں مصروف ہو چکے تھے، امریکہ اس کا نام بھی لینے کے لیے تیار نہ تھا۔ امریکی صدر جمی کارٹر نے پاکستان کو بار بار تنبیہ کی تھی کہ پاکستان کسی قسم کی دخل اندازی نہ کرے، نہ ہی امریکہ ایسا کرے گا، ہم نہیں چاہتے کہ روس کو ڈیورنڈ لائن عبور کرنے کا بہانہ ملے، افغان

جہاد تو اُن مٹھی بھر مجاہدین نے شروع کیا تھا جن کے پاس ڈھنگ کا اسلحہ بھی موجود نہ تھا، مگر ہم اپنی تمام تر توانائی کے ساتھ ان افغانوں کے پشت پناہ تھے۔ اس لیے کہ ہم اچھی طرح جانتے تھے کہ روس کے قدم افغانستان میں روکنے والے نہیں، اس کا اصل نشانہ پاکستان ہوگا۔ میں یہ بات بلاخوفِ تردید کہہ سکتا ہوں کہ شروع میں کئی برس تک افغان مجاہدین اور افغان جنگ کا سارا بوجھ پاکستان پر تھا اور پاکستان کی مدد کوئی نہیں کر رہا تھا۔ کئی برس کے بعد جب امریکہ امداد پر آمادہ ہو گیا تب بھی اسے یقین نہ تھا کہ افغان مجاہدین روس جیسی سپر پاور کو شکست دے سکتے ہیں۔ تاہم ریگن صدر بنے تو حالات بدل چکے تھے۔ سی آئی اے کے سربراہ ولیم کیسی نے پہلی بار کھل کر ہمیں امداد کی پیش کش کی۔ امریکہ سے جو ماہرین آتے تھے، وہ کہتے تھے یہ جنگ کم از کم تیس برس تک چلے گی، اس لیے کہ انہیں ویت نام میں خود مار کھانے کا طویل تجزیہ تھا۔ تاہم جب امریکہ نے سمجھ لیا کہ بازی پلٹ رہی ہے، تو وہ ہر قسم کی امداد دینے کے لیے تیار ہو گیا۔ یہ جہاد کی قوت کا اعجاز تھا کہ روسی فوج کی واپسی کے ساتھ ہی سپر پاور بھی ٹوٹ گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ افغان جہاد میں شرکت تنہا ضیاء الحق کا فیصلہ نہ تھا، یہ پاکستان کے تمام اہلِ علم، باشعور عوام، سیاسی و دینی جماعتوں اور پاک فوج کی اجتماعی دانش کا فیصلہ تھا۔ افغان جہاد نے 6 اسلامی ممالک اور 15 دیگر ملکوں کو بھی آزادی دلائی۔ افغان جہاد نے کشمیر میں تحریکِ آزادی کو ولولۂ تازہ دیا۔ افغان جہاد کی سب سے اہم کامیابی یہ تھی کہ اسی سے ہمیں اپنا ایٹمی پروگرام آگے بڑھانے کا موقع ملا اور ہم ایٹمی پیش رفت پر امریکی دباؤ مسترد کرنے کے قابل ہوئے......(افغانستان میں حالیہ جنگ) اسلام کا راستہ روکنے کی خاطر لڑی جا رہی ہے۔ امریکہ کو ڈر ہے کہ اسلام کے ہاتھوں اُس کے باطل پرست اور انسانیت دشمن نظام کی دھجیاں بکھرنے والی ہیں۔ اسی لیے افغانستان، عراق، شام، فلسطین، مصر، لیبیا اور مراکش وغیرہ میں لاکھوں مسلمانوں کا لہو بہایا گیا ہے اور آج ساری اسلامی دنیا عالمِ کفر کا نشانہ ہے۔ لیکن اب صاف نظر آ رہا ہے کہ افغانستان میں برطانیہ اور روس کی طرح امریکی شوکت وسطوت کا قبرستان بننا بھی مقدر ہو چکا ہے، یہ تاریخ اور تقدیر کا اٹل فیصلہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس جنگ میں روس سے زیادہ بڑی شکست اور رسوائی امریکہ اور اُس کے حواریوں کی منتظر ہے''۔ (سید سلیم گردیزی کی کتاب ''گرم پانیوں کی تلاش میں'' کے پیش لفظ سے انتخاب) (ناقل: عمر ابراہیم) (مطبوعہ ہفت روزہ ''فرائیڈے اسپیشل'' کراچی جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 34)

ہم مرحوم کی اہلیہ، بیٹی اور فرزندان جناب عمر گل، عبداللہ گل کے علاوہ ان سے محبت رکھنے والے تمام حضرات واحباب خصوصاً برادرم جناب سیف اللہ خالد سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کی سیئات سے درگزر فرمائیں، اور حسنات کو قبولیت سے نوازیں، آمین، ثم آمین۔

☆......☆......☆